رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت اُمّی کے صحیح معنی و مفہوم پر مشتمل ۱۴۰ سالہ قدیم رسالہ

(مکتوب در تحقیق لفظ "اُمّی" بجواب شخصے)

لفظِ اُمّی

کا صحیح معنی و مفہوم

مصنف

علامہ بدر الدین شاہ قادری پھلواری

تحقیق، تقدیم، تخریج و تعلیق

ابو الابدال محمد رضوان طاہر فریدی

فاضل جامعۃ المدینہ، فیضانِ مدینہ اوکاڑا

دار الابدال

رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت "اُمّی" کے صحیح معنی و مفہوم پر مشتمل ۱۱۴ سالہ قدیم رسالہ

{مکتوب در تحقیق لفظ "اُمّی" بجواب شخصے}

لفظ "امی" کا صحیح معنٰی و مفہوم

مصنف

علامہ بدرالدین شاہ قادری پھلواری

تحقیق، تقدیم، تخریج و تعلیق

ابوالابدال محمد رضوان طاہر فریدی

(فاضل جامعۃ المدینہ، فیضان مدینہ، اوکاڑا)

دارالابدال

نام	لفظ "امی" کا صحیح معنی و مفہوم
مصنف	علامہ بدرالدین شاہ قادری پھلواری
محقق	ابوالابدال محمد رضوان طاہر فریدی
سن اشاعت	شعبان المعظم 1446ھ / فروری 2025ء
رابطہ نمبر	+923177101307
ناشر	دارالابدال، اوکاڑا، پاکستان

DARUL ABDAAL

Okara, Pakistan

فہرست مضامین

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو فاتح عیسائیت، شیخ الحدیث، شیخ طریقت، پیر ابو النصر منظور احمد شاہ علیہ الرحمہ کے نام کرتا ہے۔ جن کی تبلیغ اور نگاہ فیض سے ہزاروں افراد دائرہ اسلام میں داخل ہوئے، سینکڑوں بد مذہب ہونے سے بچے اور لاتعداد افراد نے علمی و روحانی تربیت حاصل کی۔

ابوالابدال محمد رضوان طاہر فریدی

آغازِ سخن

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

لکھنا، پڑھنا ایک پسندیدہ صفت اور جہالت نا پسندیدہ عادت ہے۔ ہمارے معاشرے میں ان پڑھ یعنی جاہل ہونا عیب شمار کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام طبقات اور قوموں میں تعلیم پر زور دیا جاتا ہے اور پڑھے لکھے فرد کو معاشرے میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

رسول محتشم، شفیع بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات مبارکہ وہ عظیم شخصیت ہیں جنھوں نے دنیا میں کسی استاد کی شاگردی اختیار نہیں کی، بلکہ اللہ رب العزت نے براہ راست آپ کو اولین و آخرین کے علوم سیکھا دیئے اور آپ کو معلم کائنات بنا کر بھیجا۔ اور عالم دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسی معجزانہ علوم کے اظہار کو کمال درجے تک پہنچانے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو "امی" لقب وصفت سے مزین کیا۔

ہم درج ذیل سطور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے "امی" لقب وصفت کے صحیح معنی و مفہوم کو علما لغت کی تصریحات کی روشنی میں بیان کرتے ہیں۔ مگر اس سے پہلے لفظ "امی" کس کے لیے کس معنیٰ میں مستعمل ہے اسے بیان کرتے ہیں۔

امی کا لغوی معنیٰ:

"امی" عربی زبان کا لفظ ہے۔ جو ایک سے زائد معنیٰ میں مستعمل ہے۔

معنیٰ اول:

اہل عرب کے ہاں لفظ "امی" کا پہلا معنیٰ یہ ہے کہ جب یہ مطلقاً بولا جائے تو اس سے مراد ایسا شخص ہوتا ہے جو اَن پڑھ ہو۔ یعنی جو لکھنا، پڑھنا نہ جانتا ہوں۔

اسماعیل بن عباد لکھتے ہیں:

والأُمِّيَّةُ: الغَفْلَةُ والجَهَالَةُ، فيه أُمِّيَّةٌ والأُمِّيُّ: الذي لا يَقْرَأُ ولا يَكْتُبُ.[1]

الأُمِّيَّةُ: غفلت اور جہالت کو کہتے ہیں، اس میں "امی" کا معنیٰ موجود ہے۔ اور "امی" اس شخص کو کہتے ہیں جو لکھنا اور پڑھنا نہ جانتا ہو۔

من لا يقرأ ولا يكتب، غير متعلِّم "رجلٌ أمّيّ".[2]

جو بغیر استاد کے نہ پڑھ سکے اور نہ لکھ سکے ایسا شخص "امی" ہے۔

اور جو اہل کتاب میں سے نہیں، قرآن میں انھیں بھی "امی" کہا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقُلْ لِلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْأُمِّيِّينَ ءَأَسْلَمْتُمْ﴾[3]

---

(1)... ابن عباد، المحيط في اللغة، ج:10، ص:459

(2)... عمر، معجم اللغة العربية المعاصرة، ج:1، ص:121

(3)... پ 3، آل عمران: 20

ترجمہ کنزالعرفان: اور اے حبیب! اہلِ کتاب اور اَن پڑھوں[1] سے فرمادو کہ کیا تم (بھی) اسلام قبول کرتے ہو؟

معنی ثانی:

یہی لفظ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے لیے بولا جائے گا تو اس کا معنیٰ اَن پڑھ نہیں ہو گا۔ بلکہ اس کا معنی بے پڑھا کیا جائے گا۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے کسی سے نہیں پڑھا، بلکہ آپ کو علوم براہ راست اللہ تعالی نے پڑھائے۔

دونوں معنی میں فرق اور حکم:

شیخ القرآن علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی دونوں معنی میں فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

رسول اکرم، نور مجسم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا لقب مبارک "امی" (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) عوام کا خیال ممکن ہے کہ یوں ہو کہ آپ پڑھے نہیں تھے اسی لیے "امی" کا مطلب ہو گا اَن پڑھ۔ یہ معنی حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے لیے سمجھنا پرلے درجے کی بد قسمتی ہے اس لیے کہ ان پڑھ عرف عام میں وہ ہے جو بالکل جاہل اور بے خبر ہو۔ اور یہ مطلب لے کر حضور علیہ السّلام کو "امی" سمجھنا گستاخی ہے۔ ہاں یہ مطلب کہ آپ کسی سے نہیں پڑھے، آپ کو علوم براہ راست اللہ نے پڑھائے تو صحیح ہے اس مطلب پر "امی" کا معنی ہوا بے پڑھا۔ اسی لحاظ سے امی (آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا) لقب ہے۔[2]

---

(1)... اہل کتاب سے تعلق رکھنے والے اَن پڑھ بھی اس میں شامل ہیں۔ قادری، صراط الجنان، ج:1، تحت الآیہ، ص:515

(2)... اویسی، امی لقب، ص:3

اہل لغت علما کی تصریحات:

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

الأُمِّيُّ: هو الذي لا يكتب ولا يقرأ من كتاب، وعليه حمل: هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ [1] قال قطرب: الأُمِّيَّة: الغفلة والجهالة، فالأميّ منه، وذلك هو قلة المعرفة، ومنه قوله تعالى: وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لا يَعْلَمُونَ الْكِتابَ إِلَّا أَمانِيَّ [2] أي: إلا أن يتلى عليهم.

قال الفرّاء: هم العرب الذين لم يكن لهم كتاب، والنَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوباً عِنْدَهُمْ فِي التَّوْراةِ وَالْإِنْجِيلِ [3] قيل: منسوب إلى الأمّة الذين لم يكتبوا، لكونه على عادتهم كقولك: عامّي، لكونه على عادة العامّة، وقيل: سمي بذلك لأنه لم يكن يكتب ولا يقرأ من كتاب، وذلك فضيلة له لاستغنائه بحفظه، واعتماده على ضمان الله منه بقوله: سَنُقْرِئُكَ فَلا تَنْسى [4]. وقيل: سمّي بذلك لنسبته إلى أمّ القرى. [5]

"امی" وہ شخص ہے جو نہ لکھتا ہو اور نہ کتاب سے دیکھ کر پڑھتا ہو، اور اسی معنیٰ پر اس آیت کو محمول کیا گیا ہے: وہی ہے جس نے اَن پڑھوں میں انہی میں سے ایک

---

(1)... پ28، الجمعۃ: 2

(2)... پ1، البقرہ: 78

(3)... پ8، الاعراف: 157

(4)... پ30، اعلیٰ: 6

(5)... اصفہانی، المفردات فی غریب القرآن، ص:87

رسول بھیجا۔[1] قطرب نے کہا: الأُمِّيَّة: غفلت اور جہالت کو کہتے ہیں اور اسی میں سے "امی" ہے۔ اور یہ قلیل المعرفت ہے اور اسی معنی میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور اُن میں سے کچھ اَن پڑھ ہیں جو کتاب کو نہیں جانتے مگر زبانی پڑھ لینا۔[2] یعنی جب تک اُن پر تلاوت نہ کی جائے تب تک وہ خود نہیں جانتے۔

امام فراء نے کہا: یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس کتاب نہ تھی اور قرآن مجید میں یہ آیت ہے: بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توراۃ اور انجیل میں۔[3] ایک قول یہ ہے کہ آپ کو "امی" اس لیے فرمایا کہ آپ کی نسبت اس امت کی طرف ہے جو بالکل نہیں لکھتی تھی کیونکہ آپ انہی کی عادت پر تھے۔ جیسا کہ تمھارا قول: عامی، اس وجہ سے کہ آپ عام عادت پر تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ کو "امی" اس لیے کہا جاتا ہے: کہ آپ بالکل نہیں لکھتے تھے اور نہ کتاب سے دیکھ کر پڑھتے تھے۔ اور یہ آپ کی فضیلت ہے کہ آپ حفظ کرنے سے مستغنی تھے اور اللہ تعالیٰ کی ضمانت پر آپ کا اعتماد تھا کہ فرمایا: اب ہم تمھیں پڑھائیں گے کہ تم نہ بھولو گے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ آپ کو "امی" اس لیے کہا گیا کہ آپ ام القریٰ یعنی مکہ مکرمہ کے رہنے والے تھے۔

اسماعیل بن عباد لکھتے ہیں:

وقيل للنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: أُمِّيٌّ؛ لأنَّه نُسِبَ إلى أُمِّ العَرَبِ أي

---

(1)... کنزالایمان

(2)... کنزالایمان

(3)... کنزالایمان

أصْلِهم.[1]

ایک قول کے مطابق "امی" رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے لیے بولا جاتا ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی نسبت ام العرب کی طرف کی گئی، یعنی آپ اُن کی اصل ہیں۔

محدث علامہ طاہر پٹنی لکھتے ہیں:

وفيه: إنا "أمة أمية" لا نكتب ولا نحسب يعني على أصل ولادة أمهم لم يتعلموا الكتابة والحساب فهم على جبلتهم الأولى. ومنه: بعث في "الأميين" رسولاً. ك: وقيل نسبة إلى أم القرى. فإن قلت العرب فيهم الكاتب وأكثرهم كانوا يعرفون الحساب؟ قلت: إن أكثرهم أميون، والحساب حساب النجوم وهم لا يعرفونه. ط: إنك رسول "الأميين" أي العرب أشار بمفهومه أنه ليس رسولاً لغيرهم، فهذا من جملة ما ألقى إليه شيطانه.[2]

اور حدیث میں کہ ہم "امی "لوگ ہیں نہ لکھتے ہیں اور نہ حساب کرتے ہیں۔ یعنی اپنی ماں سے پیدائش کی اصل پر ہیں، نالکھنا سیکھا اور نہ حساب کرنا۔ پس وہ اپنی اصل جبلت پر باقی ہیں۔ اور امیین میں رسول بھیجا گیا بھی اسی معنی میں ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ ام القریٰ مکہ مکرمہ کی طرف نسبت کی وجہ سے "امی" کہا جاتا ہے۔

اگر تم یہ کہو کہ عرب میں لکھنے والے موجود تھے اور اُن کے اکثر حساب جانتے

---

(1)... ابن عباد، المحيط في اللغة، ج:10، ص:459

(2)... پٹنی، مجمع بحار الأنوار، ج:1، ص: 91

تھے تو میں کہوں گا: بے شک اُن کے اکثر "امی" ہی تھے اور حساب سے مراد ستاروں کا حساب ہے اور وہ اسے بالکل نہیں جانتے تھے۔ اور ابن صیاد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے کہا: کہ آپ امیین کے رسول ہیں یعنی عرب کے۔ اس کی بات کا مطلب یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم صرف عرب کے رسول ہیں دیگر قوموں کے نہیں۔ اور یہ وہ بات ہے جس کو شیطان نے اس کے دماغ میں ڈالا تھا۔

علامہ زبیدی نے لفظ "امی" کے لغوی معنیٰ اور آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو "امی" کہنے کے سبب پر بڑا پیارا کلام کیا ہے فرماتے ہیں:

{والأمي} والأمان) بضمهما: (من لا يكتب، أو من على خلقة الأمة لم يتعلم الكتاب وهو باق على جبلته) . وفي الحديث: " إنا {أمة} أمية لا نكتب ولا نحسب " أراد: أنه على أصل ولادة! أمهم لم يتعلموا الكتابة والحساب، فهم على جبلتهم الأولى. وقيل لسيدنا محمد صلى الله عليه وسلم الأمي؛ لأن أمة العرب لم تكن تكتب ولا تقرأ المكتوب، وبعثه الله رسولا وهو لا يكتب ولا يقرأ من كتاب.

وكانت هذه الخلة إحدى آياته المعجزة؛ لأنه صلى الله عليه وسلم تلا عليهم كتاب الله منظوما تارة بعد أخرى بالنظم الذي أنزل عليه فلم يغيره ولم يبدل ألفاظه، ففي ذلك أنزل الله تعالى: {وَ مَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتٰبٍ وَّ لَا تَخُطُّه بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ }.[1]

(1)... پ21، العنكبوت: 48

وقال الحافظ ابن حجر في تخريج أحاديث الرافعي: إن مما حرم عليه صلى الله عليه وسلم الخط والشعر. وإنما يتجه التحريم إن قلنا إنه كان يحسنهما، والأصح أنه كان لا يحسنهما، ولكن يميز بين جيد الشعر ورديئه؛ وادعى بعضهم أنه صار يعلم الكتابة بعد أن كان لا يعلمها لقوله تعالى: {من قبله} في الآية فإن عدم معرفته بسبب الإعجاز، فلما اشتهر الإسلام وأمن الارتياب عرف حينئذ الكتابة.

وقد روى ابن أبي شيبة وغيره: ما مات رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى كتب وقرأ، وذكره مجالد للشعبي فقال: ليس في الآية ما ينافيه. قال ابن دحية: وإليه ذهب أبو ذر وأبو الفتح النيسابوري والباجي وصنف فيه كتابا ووافقه عليه بعض علماء إفريقية وصقلية

وقالوا: إن معرفة الكتابة بعد أميته لا تنافي المعجزة بل هي معجزة أخرى بعد معرفة {أميته وتحقق معجزته، وعليه تتنزل الآية السابقة والحديث، فإن معرفته من غير تقدم تعليم معجزة. وصنف أبو محمد ابن مفوز كتابا رد فيه على الباجي، وبين فيه خطأه. وقال بعضهم: يحتمل أن يراد أنه كتب مع عدم علمه بالكتابة وتمييز الحروف كما يكتب بعض الملوك علامتهم وهم}.[1]

لفظ "امی" اور امان دونوں ضمہ کے ساتھ ہیں۔ "امی" کا معنی جو لکھتا نہ ہو یا اپنی ماں سے پیدائش کے حال پر باقی ہو، کتاب کا علم نہ جانتا ہو، اور وہ اپنی جبلت یعنی

---

(1)... زبیدی، تاج العروس، ج:31، ص:237

پیدائش کے وقت کی حالت پر باقی ہے۔ اور حدیث میں ہم اہل عرب "امی "ہیں نہ لکھتے ہیں اور نہ حساب کرتے ہیں۔ اس سے آپ کی مراد یہ ہے کہ ہم اسی طرح ہیں جس طرح اپنی ماؤں سے پیدا ہوئے ہیں اور حساب و کتاب نہیں سیکھتے، پس اُن کی جبلت اولیٰ پر ہی باقی ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو بھی "امی "کہا گیا، کیونکہ عرب قوم نہ لکھتی تھی اور نہ لکھے ہوئے کو پڑھتی تھی۔

اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس حال میں رسول بنا کر معبوث کیا کہ آپ نہ لکھتے تھے اور نہ کتاب کو پڑھتے تھے۔ اور یہ آپ کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اُن پر قرآن مجید کو کسی تغیر اور الفاظ کو بدلے بغیر بار بار پڑھا، اسی بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے: اور اس سے پہلے تم کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے یوں ہوتا تو باطل والے ضرور شک لاتے۔[(1)]

حافظ ابن حجر عسقلانی نے تخریج احادیث رافعی[(2)] میں فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ

---

(1)... کنزالایمان

(2)... حجۃ الاسلام امام محمد بن محمد غزالی نے فقہ شافعی پر "الوجیز" نام کی ایک کتاب تالیف کی تھی۔ امام ابی القاسم عبد الکریم بن محمد عبد الکریم الرافعی نے "العزیز شرح الوجیز" کے نام سے اس کی شرح لکھی جو اہل علم میں "شرح الکبیر للرافعی" کے نام سے مشہور ہوئی۔ ان سے متاخر علما نے اس میں موجود احادیث و آثار کی تخریج کی، ایک کام علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے بھی کیا۔ آپ نے فقہی ابواب کی ترتیب پر ہی اپنی کتاب کو مرتب کیا، اور احادیث و آثار نقل کر کے کئی کتب سے ان کی تخریج کی، سند اور راویوں پر کلام کرنے کے ساتھ کئی طرح کے فوائد جمع کیے۔ حافظ عسقلانی کا کام "تلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر" کے نام سے مؤسسۃ قرطبہ کی طرف سے مطبوع ہے۔

والہٖ وسلم پر لکھنے اور شعر گوئی کو حرام کر دیا گیا تھا۔ بے شک یہ حرمت اس وقت درست ہوتی اگر ہم کہتے کہ آپ کتابت اور شعر گوئی کو اچھے طریقے سے عمل میں لاتے اور زیادہ درست بات یہ ہے کہ آپ کو کتابت اور شعر گوئی میں مہارت تو نہ تھی البتہ اچھے اور برے شعر میں تمیز ضرور رکھتے تھے۔ بعض علمانے دعوی کیا ہے کہ اگرچہ آپ لکھنا نہیں جانتے تھے لیکن بعد میں لکھنا جان گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے جو مذکوہ بالا سطور میں موجود آیت میں بیان ہوا۔ بے شک آپ کا پہلے نہ جاننا معجزہ کے سبب سے تھا۔ جب اسلام پھیل گیا اور لوگوں کے شکوک سے امن ہو گیا تو آپ نے کتابت کو جان لیا۔

تحقیق امام ابن ابی شیبہ اور دیگر محدثین نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم دنیا سے تشریف نہیں لے گئے یہاں تک کہ آپ نے لکھ لیا اور پڑھ لیا۔ اس روایت کو مجالد نے امام شعبی کے سامنے بیان کیا: تو انھوں نے فرمایا: آیت میں اس کے خلاف نہیں ہے۔ ابن دحیۃ نے فرمایا اور یہی نظریہ علامہ ابو ذر اور علامہ ابوالفتح نیشاپوری اور علامہ باجی کا بھی ہے۔ اور علامہ باجی مالکی نے اس پر ایک تصنیف بھی کی ہے۔ اور بعض علما افریقہ وصقلیہ [1] نے اُن کی موافقت کی ہے۔ اور فرمایا:

---

(1)... صقلیہ جسے انگریزی میں سسلی کہا جاتا ہے۔ اٹلی کا ایک خود مختار علاقہ اور بحیرہ روم کا سب سے بڑا جزیرہ ہے۔ 827ء تا 902ء تک عرب مسلمانوں نے اسے فتح کیا اور آل کلبی نے حکومت قائم کی۔ مسلمانوں کے بہترین طرز حکومت اور کفار سے حسن سلوک کی بدولت مسلم صقلیہ کا عہد بھی اندلس (اسپین و پرتگال) کی طرح تاریخ میں روشن ہے۔ یہاں مسلمانوں نے ڈھائی سو سال حکومت کی۔ 1060ء تا 1090ء کے دوران نارمن قوم نے مسلم حکومت کا خاتمہ کیا۔ صلیبی جنگوں کے دوران جزیرے پر مسلم اور مسیحی آبادی کے درمیان کشیدگی بڑھنے کے بعد 1224ء میں صلیبی حکمرانوں نے تمام مسلمانوں کو جزیدے سے بے دخل کر دیا۔

بے شک "امی" ہونے کے باوجود لکھنے کو جان لینا معجزہ کے منافی نہیں ہے۔ بلکہ معرفت کے بعد یہ دوسرا معجزہ ہے۔ آپ "امی" تھے اور آپ کا لکھنے کو جاننے کا معجزہ متحقق ہے اور اسی پر سابقہ آیت اور حدیث وارد ہوئی ہے۔ بے شک سابقہ تعلیم کے بغیر لکھنے کی معرفت ہونا ہی معجزہ ہے۔ علامہ ابو محمد ابن مفوز نے ایک کتاب لکھی جس میں علامہ باجی کا رد لکھا ہے اور اُس میں اُن کی غلطی کو واضح کیا ہے۔ اور بعض علما نے فرمایا: احتمال ہے کہ یہ مراد ہو، بے شک کتابت کا علم نہ ہونے کا باجود آپ نے لکھا اور حروف کو پہچانتے تھے جیسا کہ بعض بادشاہ اندازے سے حروف کی علامات لکھ لیتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا مبارک لقب "امی":

رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی مبارک صفات و القابات میں سے ایک لقب "امی" ہونا بھی ہے۔ جب لفظ "امی" کی نسبت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی طرف کی جائے گی تو اس سے مراد وہ معنیٰ نہیں ہو گا جو اہل عرب کے ہاں اَن پڑھ کے لیے مطلقاً بولا جاتا ہے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہو گا کہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے دنیا میں بظاہر کسی انسان سے پڑھنا، لکھنا نہیں سیکھا۔ بلکہ لکھنے پڑھنے کی معرفت اور صلاحیت آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو براہ راست اللہ تعالیٰ سے ملی ہے۔ اس لحاظ سے دیگر معجزات و کمالات کی طرح یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا معجزہ ہوا کہ لکھنے اور پڑھنے کے حوالے سے دنیا میں کسی انسان سے تعلیم نہیں لی، اس کے باوجود بوقت ضرورت آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم لکھنے اور پڑھنے کی طاقت رکھتے تھے۔ اور روایات کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اس حال میں دنیا سے تشریف لے کر گئے کہ بطور معجزہ لکھنا اور پڑھنا جان لیا

تھا۔[1]

اس گفتگو کو ذہن میں رکھنے کے بعد یہ سمجھنا آسان ہے کہ لفظ "امی" کو جب رسول محتشم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے لقب کے طور پر بولا جائے گا تو اِس کا معنی بے پڑھا ہو گا۔ یعنی ایسی ذات جس نے دنیا میں بظاہر کسی انسان سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا۔

اسی معنی کو مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان نے اپنے ترجمہ قرآن میں بیان کیا ہے۔

﴿اَلَّذِیۡنَ یَتَّبِعُوۡنَ الرَّسُوۡلَ النَّبِیَّ الۡاُمِّیَّ﴾[2]

کنزالایمان: وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی۔

رسول اللہ ﷺ کے لقب "امی" ہونے کی وجوہات:

ہم نے مذکورہ بالا سطور میں علما لغت سے لفظ "امی" پر جو بحث نقل کی ہے اس سے پتا چلتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے "امی "لقب ہونے کی درج ذیل تین وجوہات ہیں:

1. رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے دنیا میں کسی سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو براہ راست علوم عطا فرمائے اور یہ آپ کا معجزہ ہے کہ آپ بغیر

---

(1)...ان روایات کو مفسر قرآن مفتی فیض احمد اویسی نے اپنی کتاب "امی لقب" میں جمع کر دیا ہے۔ وہاں مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

(2)... پ 9، الاعراف: 157

کسی انسان سے سیکھے لکھنے پڑھنے پر قدرت رکھتے تھے۔

2. ام القریٰ یعنی مکہ مکرمہ کی طرف نسبت کی وجہ سے آپ کو "امی" کہا گیا۔
3. اہل عرب کی طرف نسبت کی وجہ سے کیونکہ یہ اپنی فطرت پر رہتے ہوئے پڑھنا لکھنا نہیں سیکھتے تھے۔

شیخ القرآن علامہ محمد فیض احمد اویسی نے ایک چوتھی وجہ بھی بیان کی ہے۔ لکھتے ہیں:

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اسی "ام" سے "امی" ہیں کہ "ام" بمعنی اصل اور آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ماسویٰ اللہ تعالیٰ کی اصل ہیں جیسا کہ متعدد احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔

انا من نوراللہ و جمیع الخلائق من نوری.[1]

---

(1)... اویسی، اُمی لقب، ص:6

علامہ سید بدرالدین شاہ قادری پھلواری

علامہ بدرالدین قادری خانقاہ مجیبیہ، پٹنہ کے سجادہ نشیں، صوفی، عالم و مؤلف، شاعر اور امارت شرعیہ پھلواری کے پہلے امیر شریعت تھے۔ تحریک خلافت میں بھی بھرپور کردار ادا کیا۔

مولوی عبدالحی ندوی نے آپ کو ان الفاظ میں یاد کیا ہے۔

الشيخ العالم الفقيه الزاهد... رزق قبولاً عظيماً في ولاية بهار، وقصده الطالبون لله من أنحاء البلاد، واشتهر علمه وزهده، ونزاهة نفسه، وجرأته في قول الحق، وحرصه على نفع المسلمين.[1]

شیخ، عالم فقیہ، زاہد... صوبہ بہار میں آپ کو عظیم قبولیت حاصل ہے۔ طالبان حق ملک کے اطراف واکناف سے آپ کے پاس حاضر ہوتے رہے ہیں۔ اور آپ کے علم، زہد، نفس کی پاکیزگی، حق بات کہنے کی جرأت اور مسلمانوں کے نفع پر آپ کی حرص مشہور و معروف ہے۔

ولادت و نسب:

علامہ پھلواری کی ولادت 27 جمادی الاخری 1268ھ / 27 اپریل 1851ء کو

(1)... ندوی، نزهة الخواطر، ج:8، ص: 1202

سید شرف الدین قادری کے گھر پٹنہ میں ہوئی۔[1] سلسلہ نسب حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ تک منتہی ہوتا ہے۔[2]

تعلیم و تربیت:

ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کرنے کے بعد علوم متداولہ اور درسی کتابوں کی تدریس کی تکمیل اپنے پیر و مرشد اور خانقاہ مجیبیہ کے اس وقت کے سجادہ نشیں حضرت مولانا سید شاہ علی حبیب نصر قادری قدس سرہ سے کی، پھر 1304ھ مطابق 1887ء میں آپ نے حرمین شریفین کا سفر کیا، اور حضرت مولانا آل احمد محدث مہاجر مدنی، حضرت شیخ عبد اللہ صالح سناری، سید محمد بن سید احمد رضوان، شیخ عبد الرحمن بن ابو خضیر مدنی، شیخ عبد الجلیل بن عبد السلام برادہ، شیخ محمد فالح ظاہری، شیخ عبد الحئ کتانی محدثین و شیوخ حرمین سے احادیث کی کتابوں کا درس لیا اور استفادہ کیا، اسی سفر میں حضرت امداد اللہ مہاجر مکی نے سلسلہ چشتیہ صابریہ اور حزب البحر کی اجازت عطا فرمائی۔[3]

سجادہ نشین:

اس سفر سے لوٹنے کے بعد 1309ھ میں آپ اپنے شیخ و مرشد و خسر محترم

---

(1)... مفتاحی، امارت شرعیہ، دینی جدوجہد کا روشن باب، ص:77

(2)... ندوی، نزهة الخواطر، ج:8، ص: 1202

(3)... قاسمی، امیر شریعت اول: بدرالکاملین حضرت مولانا سید شاہ بدرالدین قادری" khabar olny ۔ اخذ شدہ بتاریخ 09/12/2024

حضرت مولانا سید شاہ علی حبیب نصر قادری کے جانشین کی حیثیت سے خانقاہ مجیبیہ کے سجادہ نشین ہوئے اور پوری زندگی لوگوں کو راہ راست پر لانے میں لگا دیا۔[1]

شمس العلماء کا خطاب:

علامہ پھلواری کی دینی خدمات اور عوامی مقبولیت کو دیکھتے ہوئے 1915ء میں حکومت برطانیہ نے آپ کو شمس العلماء کا خطاب عطا کیا۔ 1919ء میں آپ نے یہ خطاب واپس کر دیا۔[2]

امیر شریعت کا منصب:

اسی زمانہ میں مولانا ابو المحاسن محمد سجاد نے امارت شرعیہ کا خاکہ تیار کیا، اکابر علما، خانقاہ کے سجادہ نشینوں، دانشوروں اور مولانا ابو الکلام آزاد سے نجی ملاقات کرکے قیام امارت شرعیہ کے لیے راہ ہموار کی، معاملہ مولانا ابو الکلام آزاد کی رانچی نظر بندی کی وجہ سے ٹلتا رہا، 1920ء میں یہ نظر بندی ختم ہوئی، تو مولانا نے 19 شوال 1339ھ / مطابق 26 جون 1921ء کو محلہ پتھر کی مسجد پٹنہ میں اس سلسلے کی میٹنگ بلائی، مولانا ابو الکلام آزاد کی صدارت میں منعقد اس اجلاس میں مختلف مکتبہ فکر کے کم و بیش پانچ سو علما و دانشور جمع ہوئے، امارت شرعیہ کے قیام کے فیصلے کے بعد مسئلہ امیر شریعت کے انتخاب کا تھا، مولانا محمد علی مونگیری نے مولانا سید شاہ بدر الدین قادری کو اس بات

---

(1)... ایضاً

(2)... مفتاحی، امارت شرعیہ، دینی جدوجہد کا روشن باب، ص:77

پر آمادہ کیا کہ وہ اس منصب جلیلہ کو قبول کرلیں؛ چنانچہ مولانا مونگیری کے اصرار پر مولانا سید شاہ بدرالدین قادری نے اس ذمہ داری کو قبول کیا اور پہلے امیر شریعت کی حیثیت سے کام شروع کیا۔[1]

وفات:

علامہ پھلواری کی تاریخ وفات 16 صفر المظفر 1343ھ / 1924ء ہے۔[2]

تالیفات و مکاتیب:

علامہ پھلواری اپنے وقت کے جید عالم تھے۔ تفسیر، حدیث، فقہ اور تصوف و سیاست پر گہرا ادراک رکھتے تھے۔ خانقاہی اور دیگر مصروفیات کے باعث تالیفات کی طرف زیادہ توجہ نہیں کی البتہ وقفے وقفے سے جو تالیفات و علمی مکاتیب سپرد قلم کیے اُن میں سے اکثر کو مولانا حکیم سید محمد شعیب قادری نے "لمعات بدریہ" کے نام سے جمع کر کے شائع کیا۔ "لمعات بدریہ" کے چار حصے پیش نظر ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

لمعات بدریہ حصہ اول:

یہ پچاس صفحات پر مشتمل ہے جسے ماہ ربیع الاول 1332ھ کو در مطبع مرتضوی پھلواری سے شائع کیا گیا۔ اس میں موجود تالیفات و مکاتیب کے اسماء درج ذیل ہیں:

(1)... ایضاً

(2)... شمسی، تذکرہ علمائے بہار، ج:1، ص65

ذریعۃ النجات لمن تبرک بآثار سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم:

تبرکات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی برکات پر علامہ پھلواری کی یہ مستقل تالیف ہے جسے آپ نے خواجہ حسن نظامی کی خواہش پر قلم بند کیا تھا۔ یہ تالیف انتہائی محبت اور عقیدت و احترام میں ڈوب کر لکھی گئی ہے جسے پڑھنے کے بعد دل میں عشق مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شمع روشن ہو جاتی ہے۔26 صفر المظفر 1329ھ کو اس تالیف سے فارغ ہوئے۔ یہ تالیف صفحہ 5 سے لے کر صفحہ 37 تک ہے۔

جدید کمپوزنگ کے ساتھ اس کی ایک اشاعت 1434ھ / 2013ء کو خانقاہ سلطانیہ، گلشن عظیم، جہلم کی طرف سے 58 صفحات پر ہو چکی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں:

یہ ایک مکتوب ہے جو ایک سائل کے جواب میں لکھا گیا تھا اس کا کوئی مستقل نام نہیں ہے۔ یہ نام راقم الحروف نے دیا ہے۔ اِس میں سائل نے دعاؤں سے متعلق سوال کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کس وقت کون سی دعا پڑھا کرتے تھے جیسے ارکان نماز اور سونے سے پہلے یا بعد میں پڑھی جانے والے دعائیں وغیرہ۔

اس مکتوب کو علامہ پھلواری نے سوال و جواب کے طریقے پر لکھا ہے۔ یہ صفحہ 38 سے شروع ہو کر صفحہ 45 کے نصف پر ختم ہو جاتا ہے۔

مکتوب در تحقیق لفظ امی بجواب شخصے:

لفظ "اُمی" کی تحقیق پر زیر نظر رسالہ جو صفحہ 45 کے نصف سے شروع ہو کر صفحہ 49 کے نصف پر ختم ہو جاتا ہے۔

لمعات بدریہ حصہ دوم:

اس کے کل 116 صفحات ہیں۔ پہلا صفحہ غائب ہے اس لیے سن اشاعت کی تعیین مشکل ہے۔ اس حصہ میں موجود رسائل و مکتوبات علم تصوف کے گرد گھومتے ہیں۔

طریقہ سہروردیہ کی تحقیق پر ایک نظر:

حصہ دوم کا یہ پہلا رسالہ ہے جس میں مؤلف نے دلائل سے یہ ثابت کیا ہے کہ شیخ شہاب الدین سہروردی کی شیخ عبد القادر جیلانی سے نا صرف ملاقات ثابت ہے بلکہ شیخ سہروردی حضور غوث پاک کے فیض یافتہ اور مجاز بھی تھے۔ یہ رسالہ صفحہ 2 سے شروع ہو کر صفحہ 52 تک پھیلا ہوا ہے۔

چند سوالات:

یہ ایک مکتوب ہے جو چار سوالات کے جواب میں لکھا گیا تھا۔ دو سوالات کا تعلق علم حدیث سے ہے جبکہ دو تصوف سے متعلق ہیں۔ یہ مکتوب صفحہ 53 سے شروع ہو کر صفحہ 63 تک ہے۔

استفتاء:

یہ ایک استفتاء کا جواب ہے جو تصوف سے متعلق ہے۔ صفحہ 64 پر شروع ہو کر صفحہ 70 کے نصف پر ختم ہو جاتا ہے۔

استفتائے بیعت و متعلقات آں:

یہ استفتاء بیعت اور اُس کے متعلقات سے متعلق ہے جس میں آپ نے قرآن و احادیث کی روشنی میں جواب لکھا ہے۔ تصوف اور پیری و مریدی سے متعلق بہت

سارے مغالطوں کو سوال و جواب کی صورت میں دور کیا ہے۔ عام فہم انداز میں تصوف سے متعلق یہ رسالہ عوام کے لیے کافی فائدہ مند ثابت ہو سکتا ہے۔ یہ رسالہ صفحہ 70 کے نصف سے شروع ہو کر صفحہ 90 کے نصف پر ختم ہو جاتا ہے۔

بیعت وارشاد:

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یہ بھی ایک سوالنامے کے جواب میں ہے۔ اس کا انداز بھی سوال و جواب پر ہے۔ ہر سوال کے جواب میں ضرورتاً قرآن و حدیث سے دلائل بھی دیتے جاتے ہیں۔ اس کا آغاز صفحہ 90 کے نصف سے ہو کر صفحہ 104 کے نصف پر ختم ہوتا ہے۔

سوال بیعت طریقت:

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یہ بھی ایک مکتوب ہے جس میں بیعت طریقت سے متعلق پوچھے جانے والے سوالات کے جوابات قلم بند کیے گئے ہیں۔ یہ صفحہ 104 کے نصف سے شروع ہو کر صفحہ 112 کے نصف پر ختم ہو جاتا ہے۔

اجازت نایافتہ وبیعت ناشدہ شیخ سے مرید ہونے کا حکم:

موضوع نام سے ظاہر ہے یہ بھی ایک سوال کے جواب میں لکھا گیا مکتوب ہے۔ جو صفحہ 112 کے نصف سے شروع ہو کر اگلے صفحے کی آخری چند سطور سے پہلے ختم ہو جاتا ہے۔

استفتاء:

مذکورہ بالا موضوع پر ہی ایک استفتاء کا جواب ہے جو صفحہ 113 سے شروع ہو کر صفحہ 116 تک جاتا ہے۔

لمعات بدریہ حصہ سوم:

یہ حصہ کل 92 صفحات پر مشتمل ہے جسے مطبع لکھنو اصح المطابع محمود نگر آسی پریس ضو بخش جہان گردیدہ کی طرف سے شائع کیا گیا۔ سن اشاعت درج نہیں ہے۔ یہ حصہ کل تین رسائل پر مشتمل ہے جو تین سوالات کے جوابات میں قلم بند کیے گئے ہیں۔

عقائد سے متعلق بعض سوالات:

پہلا رسالہ عقائد سے متعلق چند سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے۔ اس رسالے کا کوئی مستقل نام نہیں ہے۔ مذکورہ بالا نام راقم الحروف کا تجویز کردہ ہے۔ سائل اپنے سوال میں لکھتا ہے:

عمرو کہتا ہے کہ (سوال میں مذکورہ عقائد) بالکل صحیح نہیں اس لیے کہ ان سے امکان نظیر اور انکار فضیلت محمدیہ علیہ التحیۃ ثابت ہوتا ہے اور یہ وہابیوں کے عقائد ہیں۔[1]

سوال نامے کا یہ اقتباس بتاتا ہے کہ اس رسالے میں موجود جن عقائد سے متعلق سوالات کیے گئے تھے، اِن کا تعلق وہابیوں کی طرف سے پھیلائے جانے والے باطل عقائد سے تھا۔

علامہ پھلواری نے تمام سوالات کے جوابات دینے کے بعد معاصرین میں سے 22 اہل علم کی تقاریظ و دستخط بھی لے لیے تھے جو رسالے کے آخر میں شامل ہیں۔ یہ رسالہ صفحہ 2 سے لے کر صفحہ 45 تک ہے۔

---

(1)... پھلواری، لمعات بدریہ، حصہ سوم، ص:2

چند فقہی مسائل:

یہ ایک استفتاء کا جواب ہے جس میں خطبہ جمعہ کے دوران وعظ کہنا، نماز کے اندر عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں تلاوت کرنا اور نماز تہجد سے متعلق مسائل ہے۔ اس کا کوئی مستقل نام نہیں ہے بلکہ یہ نام راقم الحروف کا تجویز کردہ ہے۔ یہ رسالہ صفحہ 46 سے شروع ہو کر صفحہ 71 پر ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے آخر میں بھی 20 علماء کی تائیدات و تقاریظ ہیں۔ اِن میں سے 3 ایسے اہل علم بھی ہیں جنھوں نے خطبہ سے متعلق علامہ پھلواری کی تحقیق سے اختلاف کیا ہے۔ اس رسالے کے آخر میں چند دیگر مختصر مکتوبات بھی ہیں جن میں نماز تہجد سے متعلق مسائل درج ہیں۔

تشہد میں سلام پڑھتے وقت رسول اللہ ﷺ کی طرف توجہ کرنا:

ایک سائل نے استفتاء طلب کیا کہ التحیات میں سلام پڑھتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو جسم مبارک کے ساتھ موجود و پاس ہونے کا خیال رکھنا کیسا ہے؟ تو آپ نے اس کے جواب میں یہ رسالہ تالیف کیا۔ یہ رسالہ صفحہ 77 سے لے کر 92 تک ہے۔ اس رسالے کا بھی کوئی مستقل نام نہیں رکھا گیا۔ مذکورہ بالا نام راقم الحروف کا تجویز کردہ ہے۔

لمعات بدریہ حصہ چہارم:

مرتب نے اس کا نام "المکاتیب النادرہ فیما یتعلق بالمسائل الحاضرہ" رکھا ہے۔ کل صفحات 200 ہیں۔ اس میں بعض مستقل مکاتیب اور بعض استفتاء کے جوابات ہیں۔ اس حصہ کے اندر فضائل شیخین، خلافت، تحریک خلافت، ترک موالات، امارات اور گاؤ کشی سے متعلق مسائل زیر بحث آئے ہیں۔

"لمعات بدریہ" کے مزید بھی کچھ حصے تھے جو طبع نہ ہوئے۔ دیگر تالیفات کے اسما درج ذیل ہیں:

رویت ہلال:

تذکرہ نگاروں نے رویت ہلال کے مسئلہ پر بھی آپ کے ایک رسالے کا ذکر کیا ہے، جو کسی دور میں طبع بھی ہوا ہے۔ تادم تحریر اس کے متعلق مزید تفصیلات نہیں مل سکیں۔

بیان المعانی:

اُردو زبان میں قرآن مجید کی یہ نامکمل تفسیر ہے۔

تذکرہ انساب: قلمی

خاندان امیر عطاء اللہ کا شجرہ نسب اور تذکرہ۔

رسالہ طاعون:

الوسیلۃ والتوسل:

یہ رسالہ بھی مطبوع ہے۔

مجموعہ اشعار:

رد اعتراض عمدۃ الطالب فی انساب ابی طالب:

اس کے علاوہ ماہنامہ معارف میں محمد بن محمد بن محمد کے نام سے آپ کے مضامین و مقالات بھی چھپتے رہے ہیں۔[1]

---

(1)... پھلواری، تقدیم ذریعۃ النجات، ص:8

رسالے کی تاریخی و عصری اہمیت

علامہ بدرالدین شاہ قادری کی جملہ نگارشات مدلل و محققانہ شان کی حامل ہیں۔ اِن نگارشات میں زیر نظر رسالہ تاریخی و عصری اہمیت کا حامل ہے۔ ڈیڑھ صدی قبل متحدہ ہندوستان میں وہابیت نے اپنے پر پھیلانے شروع کیے تو اس فرقہ سے وابستہ اہل علم نے اپنے عقائد، نظریات و معمولات کی بنیاد توحید کی آڑ میں توہین و تنقیص رسالت پر رکھی اور فقہی مسائل میں ائمہ اربعہ سے اعلان بغاوت کیا۔

فرقہ وہابیت کا سب سے شرمناک پہلو یہ رہا ہے کہ اس نے سرکار دوعالم، تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی شان و سیرت سے متعلق ایسے مسائل و پہلوؤں کو ایسے مفاہیم میں عام کرنا شروع کیا، جو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی توہین و بے ادبی کی طرف لے کر جاتے ہیں۔ جبکہ در حقیقت وہ آپ کی صفات، کمالات اور معجزات تھے۔ دور اول میں یہ عادت خاص منافقین و مشرکین کی تھی۔ وہابیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ذات سے متعلق بہت سے مسائل و پہلوؤں کو اُن کے اصل مفاہیم سے ہٹ کر اِس انداز میں عوام کے درمیان عام کرنے کی کوشش کی کہ جس سے نبی مکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی شان میں بے ادبی ہو اور مسلمانوں کے دلوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے جو عقیدت و محبت کا والہانہ تعلق ہے اس میں کمی واقع ہو جائے۔

انہی مسائل میں ایک رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا مبارک لقب "امی" بھی ہے جو صدیوں سے مسلمانوں کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ

وسلم کی طرف نسبت کرتے ہوئے ایک صفت اور معجزہ کے طور پر دیکھا جاتا رہا ہے۔ اور جس کا درست معنی و مفہوم گزشتہ صفحات میں بیان کیا جاچکا ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ وہابیہ کی طرف سے سوا سو سال قبل بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی طرف نسبت کرتے ہوئے لفظ "امی" کا وہی معنی و مفہوم لوگوں کے ذہنوں میں بٹھانے کی کوشش کی جارہی تھی جو عصر حاضر میں یوٹیوبر مولوی طارق مسعود دیوبندی بیان کر رہا ہے۔

کم و بیش سوا سو سال قبل علامہ بدرالدین شاہ قادری پھلواری نے انتہائی اختصار و مدلل انداز میں رسول محتشم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے لقب "امی" کا صحیح معنی و مفہوم واضح کرنے کے لیے زیر نظر رسالہ تصنیف کیا تھا جو دراصل ایک سوال کے جواب میں تھا۔ جس میں وہابیہ کی طرف سے عام کیے جانے والے معنی و مفہوم کو رد کر دیا گیا تھا۔ عصر حاضر میں مولوی طارق مسعود دیوبندی نے دوبارہ پھر اسی بے ادبی پر مشتمل معنی کو عام کرنے کی کوشش کی ہے تو ایسے میں علامہ پھلواری کے اس رسالہ کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔ علامہ پھلواری نے آٹھ آیات قرآنیہ اور دو احادیث نبویہ سے استدلال کرتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے لیے "امی" کا معنی وہ نہیں ہے جو وہابیہ و دیابنہ بیان کرتے ہیں بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے بظاہر کسی سے پڑھنا لکھنا نہیں سیکھا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے یہ علوم سیکھا دیئے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی طرف لفظ "امی" کی نسبت کرتے ہوئے جس معنی کو مولوی طارق مسعود دیوبندی عام کرنا چاہ رہے تھے اس معنی کو نا صرف ماضی

کے محقق علما نے رد کیا ہے بلکہ بر صغیر سے تعلق رکھنے والے ماضی قریب و بعید کے علما نے بھی رد کر دیا تھا۔ محدث علامہ طاہر پٹنی اور شیخ القرآن علامہ مفتی فیض احمد اویسی کا اقتباس گزشتہ صفحات میں گزر چکا اور علامہ بدرالدین شاہ قادری کا مؤقف و تحقیق بھی اس رسالے میں موجود ہے۔

اس رسالہ کی اہمیت نا صرف اپنے موضوع، عنوان اور جغرافیائی لحاظ سے ہے بلکہ یہ رسالہ اس لیے بھی اہمیت کا حامل ہے کہ علامہ بدرالدین شاہ قادری اہل سنت کے جید عالم و صوفی ہونے کے ساتھ حنفی و قادری نسبتوں کے حامل، شیخ امداد اللہ مہاجر مکی کے خلیفہ اور پہلے امیر شریعت پٹنہ و تحریک خلافت کے پر جوش مبلغ ہونے کی وجہ سے اہل سنت کے علاوہ تحریک ندوہ، وہابی و دیوبندی اہل علم کے ہاں بھی احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ ایسی شخصیت جو سب کے ہاں قابل احترام ہو، اُن کی تحقیق جو سابقہ و موجودہ اہل سنت کے مؤقف کے عین مطابق ہے اسے قبول کرنے میں کسی کو بھی تعامل نہیں ہونا چاہیے۔

رسالہ پر کام کا طریقہ کار

"لفظ "امی" کا صحیح معنی و مفہوم" یہ رسالہ "لمعات بدریہ" حصہ اول کے صفحہ 45 کے نصف سے شروع ہو کر صفحہ 49 کے نصف پر ختم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ ایک مکتوب کا جواب ہے اس لیے "لمعات بدریہ" میں اس کا نام "مکتوب در تحقیق لفظ "امی" بجواب شخصے" دیا گیا ہے۔ لفظ ""امی" کا صحیح معنی و مفہوم" نام راقم الحروف کا تجویز کردہ ہے۔ ہماری معلومات کے مطابق "لمعات بدریہ" کے علاوہ آج سے پہلے اس کی مستقل اشاعت نہیں ہوئی۔ زیر نظر اس کی پہلی مستقل مخرجہ و محققہ اشاعت ہے۔ لمعات بدریہ حصہ اول کی پہلی اور آخری اشاعت ربیع الاول 1332ھ کو ہوئی تھی۔ اس طرح کم و بیش 114 سال بعد اس رسالے کی پہلی مستقل اشاعت ہو رہی ہے۔

اس رسالے پر راقم الحروف کا کام درج ذیل ہے:

- نئے سرے سے اس کی مکمل کمپوزنگ کی۔
- سو سالہ قدیم املا و رسم الخط کو جدید رسم الخط و املا سے بدل دیا۔
- متن کی عبارت کو آسانی کے ساتھ سمجھنے کے لیے اگر کسی لفظ کا اضافہ کیا ہے تو اسے اس بریکٹ {} میں رکھا ہے۔
- مصنف کی طرف سے آیات و روایات کے ترجمہ میں بعض مقامات پر اس بریکٹ () کا استعمال کیا گیا تھا۔ اس بریکٹ میں موجود تمام کلمات مصنف کی

طرف سے ہیں۔ اس لیے انھیں اسی طرح باقی رکھا گیا ہے۔

- علامہ پھلواری نے قرآنی آیات کا جو ترجمہ کیا تھا اسے باقی رکھا ہے۔ البتہ فوٹ نوٹ پر کنز الایمان سے بھی ترجمہ نقل کر دیا ہے۔
- رسالے میں موجود تمام آیات و روایات کی تخریج کر دی گئی ہے۔
- شروع میں مصنف کے حالات اور موضوع سے متعلق مقدمہ کا اضافہ کیا ہے۔
- حدیث "أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ" کی فنی حیثیت پر آخر میں مختصر کلام کیا ہے۔
- آیات، احادیث اور رجال کی فہرست بھی تیار کر دی ہے۔
- مآخذ و مراجع کی فہرست سب سے آخر میں دے دی ہے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ میری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر میرے لیے، مصنف اور اس کی اشاعت میں ہر طرح کی معاونت کرنے والوں کے لیے مغفرت و بخشش کا ذریعہ بنائے۔ اور اس رسالے کو قبولیت عامہ عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ابو الابدال محمد رضوان طاہر فریدی

6 رجب المرجب 1446ھ

06/01/2025ء

{مکتوب در تحقیق لفظ "اُمّی" بجواب شخصے}

لفظ "امی" کا صحیح معنی و مفہوم

مکتوب در تحقیق لفظ "اُمّی" بجواب شخصے

مصدر عطوفت زاد لطفہ سلام مسنون!

اسلام کے بعد مکشوف خاطر شریف ہو کہ کارڈ پہنچا جس میں ایک مسئلہ کا جواب مطلوب ہے ذیل میں جواب لکھا جاتا ہے۔ کارڈ کے اندر آپ نے مجھے مجتہد انام لکھا ہے، مجتہد ہونا بہت مشکل ہے، میں عالم بھی نہیں ہوں، لوگ میرے القاب میں بہت مبالغہ کرتے ہیں، جس کو میں مبالغہ ہی سمجھتا ہوں، کیونکہ میں خود اپنی حقیقت سے واقف ہوں۔

الحمدللہ یہاں خیریت ہے والسلام!

آپ کا سوال جس کے اندر آپ کا دعوی اور زید کا قول لکھا ہوا ہے، اول لکھ کر اُس کے نیچے جواب لکھا جاتا ہے۔ مجھے اور آپ کو اور کل اہلِ اسلام کو اللہ تعالیٰ حق کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔

سوال:

ہمارا اور زید کا دعویٰ درج ذیل ہے ارقام فرمائے کہ کون اپنے دعوے میں سچا ہے۔

ہمارا دعویٰ: "اُمّی" لغوی معنیٰ میں جاہل اَن پڑھ اور "اُمّی" لقب جب جناب

رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی شان اقدس میں مستعمل ہو تو اُس کے معنیٰ "ماں" کے ہیں۔ اَن پڑھ یا جاہل وغیرہ کے نہیں۔

دعویٰ زید: "اُمّی" بمعنیٰ، اَن پڑھ جاہل حضور انور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا لقب "امی" ہی ہے بعد میں آپ پر ابواب علوم وا ہوئے جیسا قدسی وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس "اُمّی" لقب کے معنی وہی ہے جو ہم نے بیان کیے ہیں اور یہ لقب آپ کا ضرور ہے۔

الجواب:

"اُمّی" کے معنی لغت میں اَن پڑھ کے ہیں جس سے غرض وہ شخص ہے کہ جس نے کسی کتاب کا ایک لفظ بھی نہ پڑھا ہو اور نہ ایک حرف لکھنا سیکھا ہو۔ جاہل ایسے آدمی کو بھی کہتے ہیں اور اُس کو بھی کہتے ہیں جس نے محض تھوڑا لکھنا پڑھنا سیکھا ہو۔ جس زمانہ میں حضرت رسالت صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم پیدا ہوئے تھے عرب کے ملک میں لکھنے پڑھنے کا رواج بہت کم تھا۔ اکثر آدمی اَن پڑھ اور کچھ ایسے کہ محض کم پڑھے لکھے اور بعض لکھے پڑھے بھی تھے چونکہ اکثر اَن پڑھ تھے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ﴾[1]

ترجمہ: وہی ہے (اللہ) جس نے بھیجا اَن پڑھوں میں اُنھیں میں سے (محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو) رسول بنا کر۔[2]

---

(1)... پ 28، الجمعۃ : 2

(2)... کنزالایمان: وہی ہے جس نے اَن پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا۔

اس آیہ کریمہ سے ظاہر ہوا کہ آپ کی قوم میں اکثر "اُمّی" تھے اور آپ بھی "اُمّی" تھے۔ حضرت سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو "اُمّی" اِسی صفت کے سبب سے کہتے ہیں کہ آپ نے کسی آدمی کی شاگردی نہ کی، نہ کسی سے کچھ بھی پڑھنا سیکھا، نہ لکھا۔

"اُمّی" رکھنے میں مصلحتیں:

آپ کو "اُمّی" رکھنے میں اللہ کی خاص مصلحتیں تھیں۔ جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اُس زمانہ میں ملک عرب میں شعراء کو اپنی فصاحت و بلاغت پر بڑا دعوی اور ناز تھا۔ تو اُنھیں میں سے اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جو کہ پڑھنا لکھنا سیکھے ہوئے نہ تھے پیغمبر بنایا اور اسی زبان میں اپنا کلام ایسا فصیح و بلیغ بھیجا کہ جس کے مقابلہ میں ایک سورت بھی بنا کر لانے سے وہ سب کے سب عاجز اور قاصر رہے، اگر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لکھے پڑھے ہوتے، تو اگرچہ وہ سب خود (شعراء عرب) جواب میں قاصر تھے لیکن یہ کہنے کی گنجائش باقی تھی کہ آپ نے علم کو کمال درجہ میں حاصل کیا ہے اس لیے ایسا کلام خود کہتے ہیں اور اللہ کی طرف اس کو منسوب کرتے ہیں۔ لیکن آپ کے "اُمّی" ہونے کے سبب سے کلام الٰہی کو آپ کا کلام کہنے سے رُکے رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو "اُمّی" لقب کس نے عطا کیا؟

ہمارے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا لقب "اُمّی" کسی آدمی نے نہیں دیا بلکہ یہ

لقب خاص اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا ہے۔ ضمناً تو اُس آیہ سے ظاہر ہے جو اوپر لکھی گئی ہے دوسری آیت سورہ اعراف کے اٹھارویں رکوع میں ہے:

﴿اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ﴾[1]

ترجمہ: وہی لوگ پیروی کرتے ہیں نبی "اُمّی" (محمد ﷺ) کی۔[2]

پھر اسی سورہ کے انیسویں رکوع میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ﴾[3]

ترجمہ: تو ایمان لاؤ اللہ (کے معبود ہونے) پر اور اُس کے پیغمبر نبی "اُمّی" (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی سچائی) پر۔[4]

غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آپ کا لقب نبی "اُمّی" فرمایا ہے، وہ اسی معنیٰ میں فرمایا ہے کہ آپ نے کسی آدمی کی شاگردی نہ کی اور لکھنا یا پڑھنا مطلق نہ سیکھا۔

رسول اللہ ﷺ کو علوم کیسے ملے؟

اور بے شک آپ کو علم بہت بڑا تھا۔ جس کی تعلیم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی

---

(1)... پ 9، الاعراف: 157

(2)... کنزالایمان: وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی۔

(3)... پ 5، النساء: 113

(4)... کنزالایمان: اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اُتاری اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

ہوئی تھی۔ جس کی خبر سورہ نساء کے سولویں رکوع میں دی گئی ہے:

﴿وَ اَنۡزَلَ اللّٰہُ عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَۃَ وَ عَلَّمَکَ مَا لَمۡ تَکُنۡ تَعۡلَمُ وَ کَانَ فَضۡلُ اللّٰہِ عَلَیۡکَ عَظِیۡمًا﴾[1]

ترجمہ: اور اتارا اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمہ اور بتایا جو کچھ آپ جان نہ سکتے تھے اور فضل اللہ کا آپ پر بڑا ہے۔[2]

اس آیۃ میں وَ عَلَّمَکَ مَا لَمۡ تَکُنۡ تَعۡلَمُ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جس حال میں کہ آپ نے پڑھنا لکھنا سیکھا ہی نہ تھا اور چالیس سال سے زیادہ عمر شریف بھی آپ کی گزر چکی تھی، جس کے بعد نبوت عطا ہوئی، خلق کی ہدایت اور وعظ و نصیحت کرنے، لوگوں کے سوالوں کے جواب دینے کے لیے وہ بھی ایسا کہ سائل کی عقل و فہم کے موافق ہو، سائل خود انتہاء درجہ کا جاہل ہو یا کمال درجہ کا عالم، آپ کو علم کی ضرورت تھی اور پڑھنے سیکھنے کا وقت نہ رہا تھا، غرض علم کی سخت ضرورت تھی۔ اور آپ اس کو {بظاہر اب} کسی طرح سے حاصل نہ کر سکتے تھے اللہ تعالیٰ نے بیواسطہ آپ کو علم عطا فرمایا۔ جس طرح سے سورہ کہف میں حضرت خضر علیہ السلام کی نسبت اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے:

﴿عَلَّمۡنٰہُ مِنۡ لَّدُنَّا عِلۡمًا﴾[3][4]

---

(1)... پ 9، الاعراف: 158

(2)... کنزالایمان: تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول بے پڑھے غیب بتانے والے پر۔

(3)... پ 15، الکہف: 165

(4)... کنزالایمان: اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا۔

حضرت سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نسبت فرمایا:

﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ﴾

پھر سورہ نجم کے پہلے رکوع میں فرماتا ہے:

﴿عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى﴾[1]

ترجمہ: ان کو سیکھایا بڑی قوت والے نے۔[2]

اور سورہ علق میں {فرمایا:}

﴿عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾[3]

ترجمہ: سیکھایا انسان کو جو کہ وہ نہ جانتا تھا۔[4]

انسان کے لفظ سے گو کل بنی آدم سمجھے جائیں گے، لیکن مقصود اس سے آپ ہیں۔ ایک تو اس سبب سے کہ کمالات انسانی کے آپ جامع تھے، انسان میں فرد کامل تھے۔ دوسرے یہ کہ سورہ علق پہلی سورہ ہے جو آپ پر وحی ہوئی اور اس وحی کے آنے کے وقت آپ نے فرشتہ کے سامنے اظہار فرمایا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ بعد اس کے جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم دیا گیا تو جتنی آیتیں اس سورہ کی اُس وقت فرشتہ نے پڑھائی، آپ نے پڑھ لیا۔

---

(1)... پ 27، النجم: 5

(2)... کنزالایمان: انہیں سکھایا سخت قوتوں والے طاقتور نے۔

(3)... پ 30، العلق: 5

(4)... کنزالایمان: آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا۔

حدیث شریف سے استدلال:

یہ بات اس حدیث سے مفصل ظاہر ہے جو ابتدائے وحی کے متعلق ہے اس حدیث شریف کا درمیانی حصہ نقل کرتا ہوں اور بسبب طوالت کے اول و آخر چھوڑ دیتا ہوں۔

وَهُوَ فِي غَارِ حِرَاءٍ، فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ: اقْرَأْ، قَالَ: (مَا أَنَا بِقَارِئٍ). قَالَ: فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ: اقْرَأْ، قُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ، فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ: اقْرَأْ، فَقُلْتُ: مَا أَنَا بِقَارِئٍ، فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ: {اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ. خَلَقَ الإِنْسَانَ من علق. اقرأ وربك الأكرم الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ}[1]. [2]

(حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم) غار حرا میں تھے۔ (اعلان نبوت کے پہلے تنہائی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے اور وہیں آپ پر پہلی بار وحی آئی جس کا مفصل واقعہ یہ ہے۔) کہ اُن کے پاس فرشتے نہ آکر کہا: پڑھیئے (آپ فرماتے ہیں کہ) میں نے کہا: میں پڑھا ہوا نہیں ہوں تو اُس نے مجھے پکڑ کر دبایا، یہاں تک کہ مجھے تکان پہنچا، پھر چھوڑ دیا (اور) کہا: کہ پڑھیئے، میں نے کہا: میں پڑھا ہوا نہیں، تو پھر دوسری بار

---

(1)... پ 30، العلق:1 تا 5

(2)... بخاری، الجامع الصحیح، کیف کان بداء الوحی الی رسول اللہ ﷺ، الرقم:3

دبایا، یہاں تک کہ مجھے تکان معلوم ہوا پھر چھوڑ کر کہا: پڑھیئے۔ میں نے پھر کہا: میں پڑھنا نہیں جانتا، تیسری بار پھر پکڑ کے دبایا۔ پھر چھوڑ کر کہا: پڑھیئے اپنے پروردگار کا نام لے کر یعنی سورہ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ ۔ فرشتہ کا بار بار کہنا: پڑھیے اور آپ کا عذر اپنے پڑھے ہوئے نہ ہونے کا صریح "اُمّی" ہونے کی دلیل ہے۔ پھر فرشتہ کا آپ کو مکرر معانقہ کر کے دبانے سے ظاہر ہوتا ہے کہ فرشتہ نے یہ قصد کیا کہ جس طرح سے مجھے علم بیواسطہ حضرت حق تعالیٰ سے حاصل ہوا اور ہوتا رہتا ہے۔

آپ کے قلب پاک میں بھی اُسی طرح کی استعداد پیدا ہو جائے یہاں تک کہ یہ بات حاصل ہو گئی۔ اور آخر میں جب انھوں نے پڑھنے کو کہا تو آپ نے عذر نہ فرمایا اور جتنی آیات اس وقت انھوں نے سنائی آپ کو اُس کے پڑھنے کی پوری طرح سے قوت آگئی تو اس آیہ میں اسی عطائے علم کی خبر دی گئی ہے۔ "عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ "آپ کے علم کے متعلق اور بھی آیتیں قرآن مجید کے اندر ہیں، اس جگہ اس قدر کافی ہیں۔

جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی طرف سے علم عطا فرمایا تو ہر جگہ جاہل کہنا صحیح نہیں۔ ہاں یہ کہنا اور سمجھنا چاہیے کہ آپ "اُمّی" تھے اور "اُمّی" ہونے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے علم کی بدولت آپ اس قدر بڑے صاحب علم تھے کہ اپنے ہزاروں اصحاب کو نہ فقط عالم ہی بلکہ عالم گر بنا دیا، جس کا ثبوت اس حدیث سے ہوتا ہے:

أَنَ دَارُ الْعِلْمِ وَ عَلِيٌّ بَابُهَا. (1)

---

(1)... محدثین کی بڑی تعداد نے "أَنَا دَارُ الْعِلْمِ" کی جگہ "أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ" یا "أَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ" کے الفاظ روایت کیے ہیں۔ ترمذی، السنن، باب مناقب علی بن ابی طالب، الرقم: 3732، و طبرانی، المعجم الکبیر، ج:11، ابوصالح عن عباس، الرقم: 11061

رسول اللہ ﷺ کے لیے لفظ "اُمّ" استعمال کرنے کی ممانعت:

اب آپ اپنا یہ دعویٰ کہ "اُمّی" لقب جب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شانِ اقدس میں مستعمل ہو تو اس کے معنی ماں کے ہیں۔ مضمون مرقومہ بالا کو دیکھ کر مجھے امید ہے کہ واپس لے لیں گے اور دعوی مذکور سے باز آجائیں گے۔

دوسرے یہ کہ اُمّ ماں کے معنی میں مستورات کے واسطے ہے نہ مرد کے حق میں۔ ازواج مطہرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو امہات المومنین اور کسی {ایک} کو اُن میں سے ام المومنین کہتے ہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو باپ کے معنی میں البتہ کہہ سکتے ہیں۔ اُمّ ماں کے معنی میں نہیں کہہ سکتے ہیں۔

آپ کا سوال جیسا مختصر تھا جواب بھی مختصر ہونا چاہیے تھا، لیکن گمان ہوا کہ اگر اس سے آپ کی تسکین خاطر نہ ہوئی تو لکھنا بے کار ہو جائے گا۔ اس لیے تفصیل کی حاجت ہوئی۔ امید ہے کہ اس سے تشفی و تسکین خاطر شریف کو ہو جائے گی۔ اس تحریر کے پہنچ جانے سے ضرور مطلع فرمایئے۔
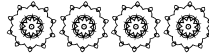
حدیث "أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ" پر مختصر کلام

حدیث کے رواۃ و الفاظ:

علامہ بدرالدین شاہ پھلواری نے جس آخری حدیث سے استدلال کیا ہے، یہ حدیث حضرت عبد اللہ ابن عباس، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت ابو سعید الخذری رضی اللہ عنھم اجمعین چار صحابہ سے مروی ہے۔ اور محدثین کی بڑی تعداد نے اسے اپنی اپنی کتب میں روایت کیا ہے۔

محدثین نے اس حدیث کو "أَنَا دَارُ الْعِلْمِ"، "أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ" اور "أَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ" کے الفاظ سے روایت کیا ہے جبکہ اکثر محدثین نے "أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ" کے الفاظ سے روایت کیا ہے۔

حدیث کا حکم:

شروع سے ہی اس حدیث کی تصحیح پر علما کا اختلاف رہا ہے۔ محدثین نے اس کے متعلق، صحیح، حسن، ضعیف اور موضوع کا حکم کیا ہے۔ ابن جریر طبری، امام حاکم اور حافظ سیوطی نے اسے صحیح کہا، حافظ علائی، حافظ ابن حجر عسقلانی، اور شوکانی نے اسے حسن کہا ہے۔ امام بخاری اور امام ترمذی نے ضعیف کا حکم کیا۔ جبکہ محدث ابن جوزی، امام ذھبی اور ابن تیمیہ نے اسے موضوع کہا ہے۔[1]

عصر حاضر کے غیر مقلدین ابن تیمیہ کی اتباع میں اس حدیث کو موضوع کہتے

---

(1)... انظر : الكوارى، تخريج حديث أنا مدِينة العلمِ، ص: 307 تا 308

ہیں۔ اِن کا کوئی اعتبار نہیں ہے کیونکہ یہ لوگ ابن تیمیہ کی اتباع اور ماہرین جرح و تعدیل محدثین کے خلاف قول کرتے ہیں۔ انھوں نے محدثین کے منہج کو چھوڑ دیا ہے اور اپنے خود ساختہ اصولوں کے مطابق صحاح ستہ اور دیگر کتب کی بہت سی صحیح احادیث کو ضعیف یا موضوع کہہ دیا ہے جس کی امثلہ بالخصوص البانی کے کام میں دیکھی جا سکتی ہیں جس کے اقوال کو اب یہ حجت بنائے ہوئے ہیں۔ محدث ابن جوزی اور امام ذھبی نے بھی اگرچہ موضوع کا حکم کیا ہے مگر اِن کے معروف تشدد کی بنا پر دیگر معتدل نقاد محدثین کے قول کو ترجیح ہو گی۔

نوٹ: محدث ابن جوزی اور امام ذھبی نے موضوع کا حکم خاص سند کی بنا پر دیا ہے نا کہ مطلقاً۔

امام ترمذی کے قول پر کلام:

غیر مقلدین اس حدیث کو موضوع کہنے پر جو دلائل پیش کرتے ہیں اُن میں سر فہرست محدث ابن جوزی اور امام ذھبی کے اقوال کے علاوہ امام ترمذی کا یہ قول بھی ہے جو انھوں نے حدیث روایت کرنے کے بعد اس پر حکم بیان کیا ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں:

هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مُنْكَرٌ وَرَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الحَدِيثَ عَنْ شَرِيكٍ، وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ وَلَا نَعْرِفُ هَذَا الحَدِيثَ عَنْ أَحَدٍ مِنَ الثِّقَاتِ غَيْرِ شَرِيكٍ.[1]

---

(1)... ترمذی، السنن، باب مناقب علی بن ابی طالب، الرقم: 3732

امام ترمذی کے اس قول سے اس کے موضوع ہونے پر استدلال کرنا جہالت کے علاوہ کچھ نہیں۔ کیونکہ امام ترمذی جب کسی حدیث کو غریب کہیں تو وہ خاص سند سے ضعیف ہو سکتی ہے البتہ جب منکر کہیں تو اس سے مراد ضعیف نہیں ہوتی۔ کیونکہ امام ترمذی کے نزدیک منکر حدیث وہ ہوتی ہے جس کا راوی اس روایت میں منفرد ہو، اِس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ راوی ضعیف ہے یا ثقہ۔[1]

جمہور کے نزدیک حدیث ضعیف کا حکم:

ضعیف کہہ کر بھی اِس حدیث کو رد نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ جمہور محدثین کے نزدیک فضائل اعمال و مناقب اور ترغیب و ترہیب میں احادیث ضعاف پر عمل کرنا اور اُنھیں بیان کرنا جائز ہے۔

امام نووی لکھتے ہیں:

قال العلماءُ من المحدّثين والفقهاء وغيرهم: يجوز و يُستحبّ العمل في الفضائل والترغيب والترهيب بالحديث الضعيف ما لم يكن موضوعًا.[2]

علمائے محدثین اور فقہائے کرام نے فرمایا: حدیث ضعیف اگر موضوع نہ ہو تو

---

(1)... محدثین کے نزدیک اصطلاحات کے فرق کو بالدلائل سمجھنے کے لیے اُردو میں راقم الحروف کی کتاب "تاریخ اصول حدیث" اور عربی میں ڈاکٹر نورالدین عتر کی "منهج النقد فی علوم الحدیث" کا مطالعہ کیجیے۔

(2)... نووی، الاذکار، مقدمۃ الکتاب، فصل فی العمل بالحدیث الضعیف فی فضائل الاعمال، ص: 36

فضائل اعمال اور ترغیب و ترہیب کے باب میں اس پر عمل کرنا جائز اور مستحب ہے۔

امام نووی کے کلام میں تین باتیں قابل توجہ ہیں:

- ایک تو آپ نے فضائل اور ترغیب و ترہیب کے باب میں حدیث ضعیف پر عمل کو جائز اور مستحب قرار دیا ہے۔
- دوم عدم ضعف شدید کی شرط کے بغیر حدیث ضعیف پر عمل کو صرف جائز ہی نہیں بلکہ مستحب فرمایا۔
- سوم اس باب میں صرف مطلقاً موضوع کو نکالا ہے۔

نیز یہ امام نووی کی انفرادی رائے نہیں بلکہ آپ نے محدثین، فقہا اور دیگر طبقات کے علما کے موقف کو بیان کیا ہے۔

حدیث ضعیف کے حوالہ سے عصر حاضر کے دو مؤقف:

یہاں ایک نکتہ پیش نظر رہے حدیث ضعیف کے حوالہ سے عصر حاضر میں دو مشہور نظریے بن چکے ہیں:

اول: وہی جمہور علما و محدثین کا۔

دوم: وہابیہ کا۔

جمہور علما و محدثین کے نزدیک فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل کرنا مطلقاً جائز ہے اور اہل سنت آج بھی اسی پر عمل پیرا ہے۔

وہابیہ کا احادیث ضعاف کے متعلق منہج جمہور علما، محدثین اور فقہا سے ہٹ کر ہے۔ یہ لوگ احادیث ضعاف میں اتنا تشدد برتتے ہیں کہ اسے فضائل اعمال یا ترغیب و ترہیب میں بھی قبول کرنا پسند نہیں کرتے بلکہ اسے موضوع کی قبیل میں ڈالتے ہیں

جس پر اِن کی کتب شاہد ہیں۔ ہمارے نزدیک جمہور محدثین کا مؤقف درست ہے اور وہابیہ خطا پر ہیں۔

مذکورہ حدیث پر حافظ عسقلانی و سیوطی کا حکم:

مذکورہ بالا سطور میں حدیث ضعیف پر جمہور محدثین کا مؤقف واضح ہو چکا اگر کوئی ضعیف کہے پھر بھی یہ حدیث قابل قبول ہے۔ جبکہ اس حدیث پر جتنا کام ہو چکا ہے اس کو بنظر انصاف دیکھنے کے بعد اِس پر نہ ضعیف کا اور نہ موضوع کا حکم لگتا ہے۔ تحقیق کے مطابق یہ حدیث ضعیف یا موضوع نہیں بلکہ اپنے فن کے امام حافظ ابن حجر عسقلانی کے نزدیک حسن کے مرتبہ میں اور حافظ سیوطی کے نزدیک صحیح کے مرتبہ میں ہے۔ چنانچہ امام جلال الدین سیوطی شافعی "اللآلئی المصنوعة" میں لکھتے ہیں:

سُئِلَ شيخ الْإِسْلَام أَبُو الْفضل ابْن حجر عَن هَذَا الحَدِيث فِي فتيا فَقَالَ هَذَا الحَدِيث أَخْرَجَهُ الْحَاكِم فِي الْمُسْتَدْرك وَقَالَ إِنَّه صَحِيح وَخَالفهُ أَبُو الْفرج بْن الْجَوْزِيّ فَذكره فِي الموضوعات وَقَالَ إِنَّه كذب وَالصَّوَاب خلاف قولِهما مَعًا وَإِن الحَدِيث من قسم الْحَسَن لَا يرتقي إِلَى الصِّحَّة وَلَا ينحطُ إِلَى الْكَذِب وبيانُ ذَلِكَ يَسْتَدْعِي طولا وَلَكِن هَذَا هُوَ الْمُعْتَمد فِي ذَلِكَ. (1)

حافظ ابن حجر عسقلانی سے اُن کے فتویٰ میں اس حدیث کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: اس حدیث کو امام حاکم نے "المستدرك" میں تخریج کیا اور فرمایا: یہ

(1)... سیوطی، اللآلیء المصنوعة، ج:1، مناقب الخلفاء الآربعة، ص:334

صحیح ہے اور ابو الفرج ابن جوزی نے اِن کی مخالفت کی اور اس حدیث کو موضوعات میں ذکر کیا اور فرمایا: یہ کذب ہے۔ جبکہ درست بات اِن دونوں اقوال کے برخلاف ہے۔ بے شک یہ حدیث حسن کی قسم سے ہے نا تو درجہ صحت کو پہنچتی ہے اور نہ ہی جھوٹ کے مرتبہ میں گرتی ہے۔ یہ بیان یعنی بحث طوالت کی متقاضی ہے البتہ یہی قول معتمد ہے (جو ہم نے بیان کر دیا یعنی یہ حدیث صحیح یا موضوع نہیں بلکہ حسن کے مرتبہ میں ہے)۔

جلال الملت امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں:

قد كنت أجيب بهذا الجواب دهرا إلى أن وقفت على تصحيح ابن جرير لحديث على فى تهذيب الآثار مع تصحيح الحاكم لحديث ابن عباس فاستخرت الله وجزمت بارتقاء الحديث من مرتبة الحسن إلى مرتبة الصحة. [1]

میں ایک لمبے عرصے تک لوگوں کو اس حدیث کے متعلق جواب دیتا رہا ہوں۔ میں نے توقف اختیار کیے رکھا ابن جریر طبری کے "تہذیب الآثار" میں حضرت علی کی حدیث کو اور امام حاکم کے "المستدرك" میں حضرت عبد اللہ بن عباس کی حدیث کو صحیح کہنے میں۔ پھر میں نے اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا تو میں نے اس حدیث کو حسن کی بجائے صحیح کے مرتبہ میں پایا۔

نیز یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ اس حدیث کو اپنی اپنی اسناد سے روایت کرنے

(1)...سيوطى، جامع الآحاديث، حرف الياء، قسم الافعال، مسند على بن أبى طالب، الرقم: 33916

والے تمام محدثین نے انفرادی طور پر ہی صحت کا حکم لگایا ہے۔ محدث ابن جوزی اور حافظ ذہبی کا حکم بھی انفرادی سند پر ہے جبکہ دیگر ماہر نقاد محدثین نے اس کے تمام طرق اور ظاہری و معنوی شواہد کو سامنے رکھ کر حکم بیان کیا ہے جن میں حافظ عسقلانی، حافظ سخاوی اور حافظ سیوطی سرفہرست ہیں۔ اسی لیے ہم نے آخر میں حافظ عسقلانی اور حافظ سیوطی کی رائے نقل کر دی ہے اور اس حدیث پر تحقیقی کام کو دیکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ یہی اقرب الی الصواب ہے۔

اس حدیث پر تفصیلی تحقیق کے لیے احمد صدیق الغماری کی "فتح الملك العلی" اور خلیفہ الکواری کی "تخريج حديث انا مدينة العلم وعلی بابها" کا مطالعہ کیجیے۔

اشاریہ

INDEX

آیات

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ... /43، 44

سَنُقْرِئُکَ فَلَا تَنْسٰی /10

وَمَا کُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ... /13

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ /18، 40

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ /40

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ... /41

عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا /41

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ /41، 42

عَلَّمَهٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی /42

عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ /42، 44

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِنْهُمْ /10، 38

وَمِنْهُمْ أُمِّیُّونَ لا یَعْلَمُونَ الْكِتابَ إِلَّا أَمانِیَّ

والنَّبِیَّ الْأُمِّیَّ الَّذِی یَجِدُونَهُ مَكْتُوباً عِنْدَهُمْ فِی التَّوْراةِ وَالْإِنْجِیلِ /10

وَقُلْ لِلَّذِینَ أُوتُوا الْكِتابَ وَالْأُمِّیِّینَ ءَأَسْلَمْتُمْ /8

احادیث

أَنَ دَارُ الْعِلْمِ وَ عَلِيٌّ بَابُهَا/44

إنا {أمة} أمية لا نكتب ولا نحسب/12، 13

انا من نوراللہ و جميع الخلائق من نورى/19

وَهُوَ فِي غَارِ حِرَاءٍ، فَجَاءَهُ الْمَلَكُ.../43

رجال

ماخذ و مراجع

- القرآن، کلام اللہ، مکتبۃ المدینہ، کراچی، پاکستان: جمادی الاخریٰ 1434ھ / اپریل 2023ء
- اصفہانی، ابو القاسم حسین بن محمد الراغب، مفردات فی غریب القرآن: دار القلم، بیروت، لبنان: 1412ھ
- اویسی، شیخ القرآن علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی، امی لقب: ادارہ تالیفات اویسیہ، بہاولپور، پاکستان: 2009ء
- بخاری، الامام ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم البخاری، الجامع الصحیح: دار التاصیل، قاھرہ، مصر: 1433ھ / 2012ء
- بریلوی، امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خان، کنز الایمان: مکتبۃ المدینہ، کراچی، پاکستان: جمادی الاخریٰ 1434ھ / اپریل 2023ء
- پٹنی، علامہ محدث محمد طاہر بن علی صدیقی گجراتی، مجمع بحار الانوار فی غرائب التنزیل و لطائف الاخبار: دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد، دکن، ہند: 1387ھ / 1967ء
- پھلواری، علامہ بدر الدین شاہ قادری، بذریعۃ النجات لمن تبرک بآثار سید الکائنات ﷺ: خانقاہ سلطانیہ، گلشن عظیم، جہلم: 1434ھ / 2013ء
- پھلواری، علامہ بدر الدین شاہ قادری، لمعات بدریہ، حصہ سوم: مطبع اصح المطابع

آسی پریس ضو بخش جہان گردیدہ، سنہ ندارد

- ترمذی، امام ابی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ ، السنن: دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان: 1440ھ /2019ء
- زبیدی، علامہ سید محمد مرتضی الحسینی، تاج العروس من جواہر القاموس: مکتبۃ الحکومۃ الکویت، کویت: 1421ھ /2000ء
- سیوطی، امام جلال الدین عبدالرحمن، اللآلیء المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ: دارالمعرفہ، بیروت، لبنان: 1983ء
- سیوطی، امام جلال الدین عبدالرحمن، جامع الاحادیث، ضبط نصوصہ و تخریج احادیثۃ، ڈاکٹر علی جمعہ شافعی (الموافق للشاملہ) طبع علی نفقۃ: 1423ھ /2002ء
- طبرانی، امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی، المعجم الکبیر: مکتبۃ ابن تیمیہ، قاھرہ، مصر:
- عباد، اسماعیل بن عباد، المحیط فی اللغۃ: عالم الکتب، بیروت، لبنان: 1414ھ / 1994ء
- عمر، ڈاکٹر احمد مختار، معجم اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ: عالم الکتب، بیروت، لبنان: 1429ھ /2008ء
- قاسمی، ابوالکلام شمسی، تذکرہ علمائے بہار: جامعہ اسلامیہ قاسمیہ بالاستھ،سیتامڑھی، ہند: 1995ء
- قادری، شیخ الحدیث مفتی محمد قاسم، صرط الجنان فی تفسیر القرآن: مکتبۃ المدینہ، کراچی، پاکستان: ربیع الاول 1440ھ / دسمبر 2018ء

- مفتاحی، مولانا محمد ظفیر الدین، امارت شرعیہ، دینی جدوجہد کا روشن باب: مکتبہ امارت شرعیہ، بہار واڑیسہ، پھلواری، ہند: ربیع الاول 1394ھ / اپریل 1974ء
- ندوی، مولوی عبد الحی ندوی، نزہۃ الخواطر و بہجۃ المسامع والنواظر: دار ابن حزم، بیروت، لبنان: 1420ھ / 1999ء

ابوالابدال محمد رضوان طاہر فریدی
کی دیگر کتب

احادیث میں تعارض کیسے دور کریں؟

برصغیر کے علمائے اہلسنت کی حدیثی خدمات

احیائے حدیث، وقت کا تقاضہ

اسناد بخاری میں راویوں کی معرفت کے طریقے

تاریخ اصول حدیث

تعارف کتب اُصولِ حدیث

ائمہ احناف کے اصول حدیث

فوائد حدیثیہ

الاخبار الغیبیہ فی الاحادیث النبویہ

کتاب حفظ حدیث

اربعین طاہریہ

اربعین خون مسلم کی حرمت

اربعین آفات و مصائب پر اجر

اربعین اللہ ورسولہ اعلم

تخریج وتعلیق تیسیر مصطلح الحدیث

تخریج مقدمۃ الشیخ

ترک نماز کی سزائیں

فلم زندگی تماشہ ہر صورت بند ہونی چاہیے

قیمتی لمحات

جنت کے اوصاف اور جہنم کے احوال

احکام النساء

تذکرۃ الخواص

تعارف علمائے اہل سنت

خصائص الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

مولد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

التوسل بالرسول صلی اللہ علیہ وسلم

وسیلہ اور واسطہ

بارہ کبیرہ گناہ

نوجوانوں کی حکایات

مقالات طاہریہ

کتاب الاخبار

تحقیق و تخریج اصول تخریج حدیث رسول ﷺ

تحقیق و تخریج احادیث صحیحہ کے صحاح ستہ میں
منحصر ہونے کا منصفانہ جائزہ

تحقیق و تعلیق اعلی حضرت محدث بریلوی اور
اصول حدیث

تخریج و تعلیق اصول حدیث محمد غوث پشاوری

تحقیق، تخریج و تعلیق مختصر الاصول

تخریج و تعلیق مختصر اصول حدیث

تحقیق و تعلیق تحسین الوصول

تحقیق، تخریج و تعلیق اصول حدیث میں علمائے
ہندو پاک کی قلمی خدمات: ایک تعارفی جائزہ

تحقیق، تخریج و تعلیق فقہ دراصل حدیث ہے

تحقیق، تخریج و تعلیق تدوین حدیث

تحقیق حدیث مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ عَلَى مِثْلِ عِيْسٰى
فِي الزُّهْدِ فَلْيَنْظُرْ إِلَيْهِ

علم السرقہ

علم التاریخ: اصول و مبادیات

التبیان فی ذکر معاویہ بن أبی سفیان

مکالمہ بین الوھابی و السنی

کلام مبین علی مسئلہ تکفیر و متکلمین

اسلام میں علما کا مقام

کتاب الایام

قتل کی سزا (دنیا اور آخرت میں)

نکاح اور برادری ازم، ایک تجزیاتی مطالعہ

مرد کا نکاح سے پہلے لڑکی کو دیکھنے کا شرعی حکم

عشق، برادری اور زد (ناول)

فن تذکرہ نویسی

علمائے (طبقات) احناف پر کتب

امام اعظم ابو حنفیہ جامع الصفات شخصیت

تذکرہ امام اعظم ابو حنیفہ

مفسرین اہل سنت اور ان کی تفسیریں

محدث بریلوی پر صاحب نزہۃ الخواطر کے
الزامات کا جائزہ

تعارف فیض ملت علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی

تعارف شرف ملت علامہ عبد الحکیم شرف قادری

تعارف سفیر اسلام ڈاکٹر محمد حمید اللہ نقشبندی

مشاہیر اہل سنت پر کتب، تعارف و تبصرہ

میں نے درس نظامی کیوں کی؟

ملت اسلامیہ اور اقوام متحدہ

فیس بک کا استعمال مقاصد اور احتیاتیں

فکری زاویے

افکار طاہریہ

گناہوں سے توبہ اور اس کی شرائط

فضائل آفات

فضائل مسواک

مبادیات تصنیف

قواعد التصنیف (مشمولہ مبادیات تصنیف)

آداب تالیف (مشمولہ مبادیات تصنیف)

احیائے مخطوطات، وقت کا تقاضہ (مشمولہ مبادیات تصنیف)

تبصرہ، تعارف و نقد تحقیق و تدوین کے اصول و مراحل

ضلع اوکاڑا، تاریخ و تعارف

لاحاصل (شعری مجموعہ)

مجرب نسخے

مدارس ملک کی آنکھیں (تصحیح و تدوین)

شادی اور سائنسی حقائق (تصحیح و تدوین)

تحقیق، تخریج و تعلیق الصمصام القاضب